ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

پدرسری خاندان سے متعلقہ اکائیوں پر اسلام کا تصور نفقات

ISLAMIC CONCEPT OF NAFAQAH IN PATRIARCHAL FAMILY UNITS

Basharat Rafique
Lecturer PhD Scholar University of Karachi, Karachi
Institute of Islamic Studies MUST, Mirpur university of science & Technology Mirpur AJK
basharat.iis@must.edu.pk
Dr. Muhammad Arif Khan Saqi
Associate Professor
Head of the Department of Islamic Learning, University of Karachi
maksaqi@uok.edu.pk

Abstract:

Islam establishes a balanced family system where the rights and responsibilities of each individual are clearly defined. The family is a social unit based on principles of love, compassion, and financial support. In Islamic teachings, the concept of nafaqah (financial responsibility) holds great significance to ensure the basic needs of family members are met, leading to social and economic stability.In a patriarchal family system, the head of the household is typically the male, who bears the financial responsibility for his dependents. Islam upholds this principle by assigning the duty of providing nafaqah to the husband, father, son, and, in some cases, other male relatives. The Quran and Hadith provide clear guidance on this matter, ensuring that the rights and obligations of all family members are well-defined. According to Islamic jurisprudence, nafaqah encompasses the provision of essential needs such as food, clothing, housing, healthcare, and other necessary expenses.

Islamic law categorizes financial responsibilities according to different relationships. A husband is obligated to bear all expenses for his wife, regardless of her personal wealth or income. Similarly, a father must ensure the upbringing, education, and welfare of his children until they reach adulthood and become financially independent. If parents become elderly and lack financial support, it becomes the duty of their children to provide for them. Furthermore, if a close relative is in financial distress, the head of the family is obligated to assist them.The concept of nafaqah in Islam is not merely about financial assistance but also serves as a foundation for family stability and social justice. This system provides protection for weaker family members, safeguards wives and children from financial hardships, encourages support for elderly parents and relatives, and fosters love and a sense of responsibility within the family. Hence, the Islamic perspective on nafaqah guarantees a well-structured family system where rights and responsibilities are well defined. In a patriarchal family, the financial duty assigned to the male head of the household is not just a command but also a moral and social obligation. This structure strengthens family stability, promotes mutual empathy, and ensures social justice, thereby laying the foundation for a strong and prosperous society.

Keywords: Nafaqah, Patriarchal Family,Jurisprudence,Encompasses, Islamic Law

اسلام ایک متوازن خاندانی نظام کی بنیاد رکھتا ہے، جہاں ہر فرد کے حقوق اور ذمہ داریاں متعین ہیں۔ خاندان ایک ایسی سماجی اکائی ہے جو محبت، ہمدردی اور کفالت کے اصولوں پر استوار ہوتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں نفقات (یعنی مالی اخراجات کی ذمہ داری) کو بڑی اہمیت دی گئی ہے تاکہ خاندان کے افراد کی بنیادی ضروریات پوری کی جا سکیں اور وہ سماجی و معاشی استحکام حاصل کر سکیں۔ پدرسری خاندانی نظام میں خاندان کا سربراہ عمومی طور پر مرد ہوتا ہے، جو اپنے زیرِ کفالت افراد کی مالی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ اسلام میں بھی اس تصور کو برقرار رکھتے ہوئے شوہر، باپ، بیٹے اور بعض حالات میں دیگر مرد رشتہ داروں کو نفقہ فراہم کرنے کا مکلف قرار دیا گیا ہے۔ قرآن و حدیث میں اس حوالے سے واضح ہدایات دی گئی ہیں، جو خاندان کے تمام افراد کے حقوق اور فرائض کا تعین کرتی ہیں۔ اسلامی فقہ کے مطابق نفقہ کا مطلب کسی فرد کی بنیادی ضروریات جیسے خوراک، لباس، رہائش، صحت اور دیگر ضروری اخراجات کو پورا کرنا ہے۔ اسلامی قانون میں نفقات کی ذمہ داری مختلف رشتوں کے لحاظ سے تقسیم کی گئی ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

شوہر پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کے تمام اخراجات پورے کرے، خواہ بیوی کے پاس اپنی جائیداد یا آمدنی موجود ہو۔ اسی طرح والد پر لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا مکمل بندوبست کرے، جب تک وہ بالغ اور خود کفیل نہ ہو جائیں۔ اگر والدین ضعیف ہوں اور ان کے پاس کوئی ذریعہ معاش نہ ہو، تو اولاد پر لازم ہے کہ وہ ان کی کفالت کرے۔ اسی طرح اگر کوئی قریبی رشتہ دار مالی طور پر محتاج ہو، تو خاندان کے سربراہ پر ان کی مدد واجب ہے۔ اسلام میں نفقات کا نظام صرف مالی مدد کا نام نہیں، بلکہ یہ خاندانی استحکام اور سماجی انصاف کا ایک ذریعہ ہے۔ اس نظام کے ذریعے خاندان کے کمزور افراد کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے، بیوی اور بچوں کو مالی پریشانیوں سے بچایا جاتا ہے، والدین اور ضعیف رشتہ داروں کا سہارا بننے کی ترغیب دی جاتی ہے اور خاندان کے اندر محبت اور احساسِ ذمہ داری کو فروغ دیا جاتا ہے۔ اس طرح اسلامی تعلیمات میں نفقات کا تصور ایک منظم خاندانی نظام کا ضامن ہے، جہاں ہر فرد کے حقوق اور ذمہ داریاں متعین ہیں۔ پدرسری خاندان میں سربراہِ خاندان کی حیثیت سے مرد کو جو مالی ذمہ داری سونپی گئی ہے، وہ محض ایک حکم نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور سماجی فریضہ ہے۔ اس تقسیم سے خاندانی استحکام، باہمی ہمدردی اور معاشرتی عدل و انصاف کو فروغ حاصل ہوتا ہے، جو ایک مضبوط اور خوشحال معاشرے کی بنیاد رکھتا ہے۔

پدرسری خاندان سے متعلقہ اکائیوں پر اسلام کا تصور نفقات:

اسلام ایک کامل اکمل اور مکمل مذہب ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے۔ ٱلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلۡإِسۡلَٰمَ دِينٗاۚ[1] اللہ تعالی نے انسان کی پیدائش کا مقصد اس کی موت ٱلَّذِي خَلَقَ ٱلۡمَوۡتَ وَٱلۡحَيَوٰةَ لِيَبۡلُوَكُمۡ أَيُّكُمۡ أَحۡسَنُ عَمَلٗاۚ[2] اور مرنے کے بعد والی زندگی کے بارے میں بھی رہنمائی فرمائی ہے۔ عبادات، معاملات، معاشرت اور تجارت غرض زندگی کے جتنے بھی شعبے ہیں ان میں انسان کی راہنمائی فرمائی گئی ہے۔ خاندان کسی بھی معاشرے کی بنیادی اکائی ہوتا ہے اور یہی پھل پھول کر ایک قوم و ملک بنتا ہے۔ اللہ تعالی نے دنیا میں رہنے والے انسانوں کو مختلف خاندانوں میں تقسیم کیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقۡنَٰكُم مِّن ذَكَرٖ وَأُنثَىٰ وَجَعَلۡنَٰكُمۡ شُعُوبٗا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓاْۚ[3] اور ہر ایک کو ایک الگ پہنچان عطا فرمائی ہے۔ پھر ان خاندانوں کی بھی اقسام ہیں اس باب میں ہم تین بڑے خاندانی نظاموں کو احاطہ تحریر میں لائیں گے جن میں اس وقت دنیا بڑی تعداد میں منقسم ہے۔ سب سے پہلے ہم خاندان کے معنی و مفہوم کو سمجھے گے اس کے بعد اقسام خاندان کو تحریر کریں گے۔

خاندان کا معنی و مفہوم:

لغوی معنی:۔

خاندان اُردو زبان کا لفظ ہے جسے عربی میں ''الاسرۃ'' انگریزی میں'' فیملی(Family)''اور فارسی زبان میں ''خانوادہ'' کہا جاتا ہے جو عُرف عام میں کنبہ، قبیلہ، برادری کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔[4]

تہذیب اللغۃ میں اس کی تعریف یوں تحریر کی گئی ہے۔

والأسْرَة الحصداءُ والبَيْضُ المكلَّلُ والرِّماح[5]

خاندان: مضبوط ڈھال، سجایا ہوا خول، اور نیزے۔

''اسر'' مختلف حرکات کے ساتھ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے گویا یہ مختلف حرکات کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ جیسے اَسَرَ، اُسر، اسریا سے لمبا کر کے اور کھینچ کر پڑھا جاتا ہے جیسے ''اسیر، اسار، اسیرۃ ''یہ'' الحبس، والإمساك [1]''یعنی یہ گرفتار کرنے اور قید کرنے کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

1 سورۃ المائدہ، 03:05

2 سورۃ الملک، 02:67

3 سورۃ الحجرات، 13:49

4 ابن منظور، افریقی: لسان العرب، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1988ء ج:04، ص:223

5 تھذیب اللغۃ، محمد بن أحمد بن الأزھري، الناشر: داراحیاء التراث العربي، بیروت، 2001، ج:13، ص:43

JAHAN-E-TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

الاسر مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے القاموس المحیط میں ہے:
الأَسْرُ: الشَّدُّ، والعَصْبُ، وشِدَّةُ الخَلْقِ والخُلُقِ[2]

الأَسْرُ: باندھنا، جکڑنا، جسمانی اور اخلاقی مضبوطی۔

یہ مزید معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے:

1. "الشَّدُّ": باندھنا یا مضبوطی سے پکڑنا۔
2. "العَصْبُ": باندھنے یا جکڑنے کا عمل۔
3. "شِدَّةُ الخَلْقِ": جسمانی مضبوطی یا طاقت۔
4. "الخُلُقِ": اخلاقی یا کردار کی مضبوطی۔

المعجم الوسیط میں خاندان کی تعریف یوں کی گئی ہے:
الأسرة :الدرْع الحصينة وَأهل الرجل وعشيرته وَالْجَمَاعَة يربطها أَمر مُشْتَرك[3]

اسرہ: محفوظ ڈھال، آدمی کے اہل وعیال اور اس کا قبیلہ، اور وہ جماعت جسے کوئی مشترکہ امر جوڑتا ہو۔

معجم مقاییس اللغۃ میں اس کو یوں بیان کیا گیا ہے:
أَسَرَ: الْهَمْزَةُ وَالسِّينُ وَالرَّاءُ أَصْلٌ وَاحِدٌ، وَقِيَاسٌ مُطَّرِدٌ، وَهُوَ الْحَبْسُ، وَهُوَ الْإِمْسَاكُ. مِنْ ذَلِكَ الْأَسِيرُ، وَكَانُوا يَشُدُّونَهُ بِالْقِدِّ وَهُوَ الْإِسَارُ، فَسُمِّيَ كُلُّ أَخِيذٍ وَإِنْ لَمْ يُؤْسَرْ أَسِيرًا.[4]

"أَسَرَ" کا مطلب ہے: اس کا مادہ (همزه، س، ر) ہے، اور اس کا بنیادی مفہوم قید کرنا یا پکڑنا ہے۔ اس کا مطلب روکنا یا قابو میں رکھنا بھی ہے۔ اسی سے "الأَسِير" یعنی قیدی کا لفظ نکلا ہے۔ عربوں کا رواج تھا کہ وہ قیدیوں کو رسی (القد) سے باندھتے تھے، اور اسی عمل کو "الإسار" کہا جاتا تھا۔ اس لیے ہر وہ شخص جو پکڑا جائے، خواہ اسے رسمی طور پر قید نہ کیا گیا ہو، اسے "أسِير" (قیدی) کہا جاتا تھا۔

خاندان کی اصطلاحی تعریف:۔
الأسرة بأنها رابطة اجتماعية تتكون من زوج وزوجة وأطفالهما، وتشمل الجدود والأحفاد وبعض الأقارب، على أن يكونوا مشتركين في معيشة واحدة[5]

خاندان ایک سماجی رشتہ ہے جو شوہر، بیوی اور ان کے بچوں پر مشتمل ہوتا ہے، اور اس میں دادا، دادی، پوتے، پوتیاں اور بعض دیگر رشتہ دار بھی شامل ہو سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ ایک ہی رہائش یا معیشت میں شریک ہوں۔

موسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ میں خاندان کی تعریف یوں تحریر ہے:
أُسْرَةُ الإِْنْسَانِ: عَشِيرَتُهُ وَرَهْطُهُ الأَْدْنَوْنَ، مَأْخُوذٌ مِنَ الأَْسْرِ، وَهُوَ الْقُوَّةُ، سُمُّوا بِذَلِكَ لأَِنَّهُ يَتَقَوَّى بِهِمْ، وَالأُْسْرَةُ: عَشِيرَةُ الرَّجُل وَأَهْل بَيْتِهِ[6]

---

1 اللغۃ، جوزیف فندریس، الناشر: مکتبۃ الأنجلو المصریۃ، 1950م، ص:49
2 القاموس المحیط، مجد الدین أبو طاهر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، 1426، ص:343
3 المعجم الوسیط، نخبۃ من اللغویین بمجمع اللغۃ العربیۃ بالقاهرۃ، الناشر: مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاهرۃ، 1392ھ ج:01، ص:17
4 معجم مقاییس اللغۃ، أحمد بن فارس، الناشر: دار الفکر، 1399، ج:01، ص:107
5 رفقاً بالقواریر نصائح للأزواج، أمۃ اللہ بنت عبد المطلب، موقع مکتبۃ المسجد النبوي، بدون ذکر طبع، ص:411
6 الموسوعۃ الفقهیۃ الکویتیۃ، وزارۃ الأوقاف والشئون الإسلامیۃ – الکویت، 1404ھ، ج:04، ص:223

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

یعنی انسان کا خاندان اس کے قریبی رشتہ داروں اور قبیلے کے لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ لفظ "الأسر" سے لیا گیا ہے، جس کا مطلب طاقت یا مضبوطی ہے، اور انہیں یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کہ انسان ان کے ذریعے قوت حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح "الأُسرة" مرد کے قبیلے اور اس کے گھر والوں کو بھی کہتے ہیں۔

ابو جعفر النحاس خاندان کی تعریف یوں کرتے ہیں:

وَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ النَّحَّاسُ: الأُسْرَةُ أَقَارِبُ الرَّجُلِ مِنْ قِبَلِ أَبِيهِ[1]

ابو جعفر النحاس کے مطابق، "الأُسرة" انسان کے والد کی طرف سے قریبی رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے۔ درج بالا تمام تعریفات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ خاندان معاشرتی ڈھانچے کی بنیادی اکائی ہے۔ لغوی اور اصطلاحی معنوں میں خاندان کو قید، روک اور تعلقات کی مضبوطی سے تشبیہ دی جاتی ہے، جو انسانیت کے استحکام کا سبب بنتی ہے۔ خاندان کو ایک محفوظ ڈھال کے طور پر بھی دیکھا جاتا ہے جو فرد کو بیرونی خطرات سے بچاتا ہے۔ اسلام نے بھی شادی اور خاندان کے قیام کو اسی مقصد کے تحت شریعت کا حصہ بنایا تاکہ افراد اور معاشروں کو استحکام اور تحفظ فراہم کیا جا سکے۔

خاندان (الأسرة) سے ملتے جلتے الفاظ جو خاندان کی جگہ استعمال ہوتے ہیں:

لفظ الأسرة کا قدیم وجدید فقہاء کے ہاں استعمال:۔

اس بارے میں موسوعہ فقہیہ الکویتیہ میں تحریر ہے:

لَفْظُ الأُسْرَةِ لَمْ يَرِدْ ذِكْرُهُ فِي الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ، كَذَلِكَ لَمْ يَسْتَعْمِلْهُ الْفُقَهَاءُ فِي عِبَارَاتِهِمْ فِيمَا نَعْلَمُ. وَالْمُتَعَارَفُ عَلَيْهِ الآنَ إِطْلاَقُ لَفْظِ (الأُسْرَةِ) عَلَى الرَّجُلِ وَمَنْ يَعُولُهُمْ مِنْ زَوْجِهِ وَأُصُولِهِ وَفُرُوعِهِ. وَهَذَا الْمَعْنَى يُعَبِّرُ عَنْهُ الْفُقَهَاءُ قَدِيمًا بِأَلْفَاظٍ مِنْهَا: الآلُ، وَالأَهْلُ، وَالْعِيَال.[2]

لفظ "الأُسْرَةِ" قرآن کریم میں مذکور نہیں ہے اور نہ ہی فقہاء نے اپنی روایتی عبارات میں اس کا استعمال کیا ہے، جیسا کہ ہمیں معلوم ہے۔ آج کل یہ لفظ ایک آدمی، اس کی بیوی، اور اس کے والدین و اولاد کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ قدیم فقہاء اسی مفہوم کو بیان کرنے کے لیے الفاظ جیسے "الآل"، "الأهل"، اور "العيال" استعمال کرتے تھے۔

درج بالا کی مثالیں:

1. العيال : قال الأمر الفلاني وقف على عيالي أو هذه العلوفة على العيال تدخل زوجته في العيال.[3]
2. الأهل: لِقَوْلِهِ تَعَالَى: فَنَجَّيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥٓ أَجْمَعِينَ سجى[4]
3. الآل : وَأَغْرَقْنَآ ءَالَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ[5]

اسکے علاوہ بھی کچھ غیر معروف الفاظ خاندان کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن زیادہ معروف درج بالا ہی ہیں۔ درج بالا تمام بحث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

خاندان کا لغوی اور اصطلاحی معنی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ لغوی طور پر " الاسرة " کو اردو میں " خاندان "، انگریزی میں "فیملی"، اور فارسی میں "خانوادہ" کہا جاتا ہے۔ عربی لغات جیسے "تهذيب اللغة" اور "القاموس المحيط" میں اس کا مفہوم قید، گرفتاری، اور باندھنے سے لیا گیا ہے، جو مضبوطی اور تعلق کی علامت ہے۔ اسی طرح "المعجم الوسيط" اور "معجم مقاييس اللغة" میں اسے جسمانی اور اخلاقی مضبوطی اور مشترکہ زندگی کے تصور سے جوڑا گیا ہے۔

---

1 ایضاً

2 الموسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، ج:04، ص:223

3 حاشية العدوي على شرح كفاية الطالب الرباني، أبو الحسن, علي بن أحمد، الناشر: دار الفكر، بيروت، 1414ھ، ج:02، ص:136

4 سورة الشعراء، 170:26

5 سورة البقرہ، 50:02

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

اصطلاحی طور پر خاندان کو ایک سماجی اکائی قرار دیا گیا ہے جو شوہر، بیوی، بچوں اور بعض دیگر قریبی رشتہ داروں پر مشتمل ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ ایک ہی معاشرتی یا اقتصادی اکائی میں شریک ہوں۔ اس تعریف کو فقہاء اور قدیم عربی لغات میں "الأهل"، "الآل"، اور "العيال" جیسے الفاظ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے، جن کا مطلب فرد کے قریبی رشتہ دار، قبیلہ، اور اہل و عیال ہے۔

پدرسری خاندان(Patriarchal Family)

پدرسری خاندان سے مراد وہ خاندانی نظام ہے جس میں گھر کا سربراہ باپ یا مرد ہوتا ہے۔ اس نظام خاندان میں گھر کی تمام تر ذمہ دار مرد پر ہوتی ہے۔ گھر کے دیگر افراد جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہوتے ہیں، اس مرد کے معاون اور ساتھی ہوتے ہیں۔ پدرسری خاندانی نظام میں خاندان کا سارا دارومدار مرد پر ہوتا ہے۔ ذیل میں اس خاندانی نظام کا تعارف اور اہم تفصیلات کا تذکرہ کیا گیا ہے:

پدرسری خاندان کی تعریفات:

مختلف علماء اور ماہرین فن نے پدرسری خاندان کی تعریف مختلف انداز میں کی ہے۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں پدرسری خاندان کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

Patriarchy is a social system in which positions of authority are primarily held by men[1]

پدرسری ایک ایسا خاندانی نظام ہے جس میں اقتدار اور اختیار کے مناصب بنیادی طور پر مردوں کے پاس ہوتے ہیں۔

ماریہ ونسینٹیا نے پدرسری خاندان کا تعارف یوں لکھا ہے:

> Patriarchy: Patriarchy refers to social system where power is primarily held by men and masculinity is privileged over femininity. This system permeates social structures, institutions, and cultural norms. Feminiest literary criticism examines how patriarchy is reflected and reinforced in literature. [2]

> پدرسری: پدرسری سے مراد وہ سماجی (خاندانی) نظام ہے جس میں اقتدار بنیادی طور پر مردوں کے پاس ہوتا ہے اور مردانگی کو نسوانیت پر ترجیح دی جاتی ہے۔ یہ نظام معاشرتی ڈھانچوں، اداروں اور ثقافتی اقدار میں سرایت کرتا ہے۔ نسائی ادبی تنقید اس بات کا جائزہ لیتی ہے کہ پدرسری نظام کس طرح ادب میں منعکس اور مضبوط کیا جاتا ہے۔

ماریہ ونسینٹیا نے اپنی تعریف میں مرد کو اس طرح ترجیح دی ہے کہ ان نے نسوانیت کو مرجوح اور مردانگی کو راجح قرار دیا ہے۔ گویا پدری سری خاندان میں مرد حکمران اور راجح رائے کا حامل ہوتا ہے اور عورت مرجوح اور محکوم ہوتی ہے۔

پدرسری خاندان کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ماریہ ونسینٹیا کا کہنا ہے کہ

> Male dominance: Men hold positions of atuhority in families, communities, and political system. Gender roles: socially constructed expectations for behavior, dress, and personality based on gender. Female subordination: Woman are expected to defer to men and are often denied access to power and resources.[3]

---

1. Encyclopaedia Britannica, "Patriarchy," accessed November 18, 2021, https://www.britannica.com/topic/patriarchy.

2 Approaches to Literary Criticism, Maria Vincentia Mulatsih dan Lucianus Suharjanto, Published by, Sanata Dharma University press, P:88

3 Ibid

مردوں کا غلبہ: مردوں کو خاندانوں، برادریوں اور سیاسی نظام میں اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ صنفی کردار: سماجی طور پر بنائی گئی توقعات جو جنس کی بنیاد پر رویے، لباس اور شخصیت کے حوالے سے ہوتی ہیں۔ خواتین کی ماتحتی: خواتین سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ مردوں کی اطاعت کریں اور اکثر انہیں اختیار اور وسائل تک رسائی سے محروم رکھا جاتا ہے۔

ڈیجو عبدالرحمان کے الفاظ ہیں کہ

> Patriarchy is a social system in which males wield power and authority in governance and political leadership, dominace of social or cultural systems, family and community headship; ownership and control over family properties and titles; inheritance rights and societal privileges over women and children.[1]

> پدر سری ایک ایسا سماجی نظام ہے جس میں مرد حکمرانی اور سیاسی قیادت میں اختیار اور اقتدار رکھتے ہیں، سماجی یا ثقافتی نظاموں پر غلبہ رکھتے ہیں، خاندان اور کمیونٹی کی سربراہی کرتے ہیں؛ خاندانی جائیدادوں اور القابات پر ملکیت اور کنٹرول رکھتے ہیں؛ وراثتی حقوق اور خواتین اور بچوں پر سماجی برتری رکھتے ہیں۔

اس تعریف کے مطابق پدری سری خاندانی نظام میں مردوں کو عورتوں اور بچوں پر فوقیت ہوتی ہے۔ نیز مرد وراثت کے معاملات میں بھی عورتوں اور بچوں پر فوقیت کے حامل ہوتے ہیں۔ یہ تعریف موجودہ دور کے اعتبار سے ناقابل اعتبار اور غیر معقول قرار دی جاسکتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیائے جدید میں کسی بھی ملک میں وراثت کے حوالے سے کسی مرد کو کسی بھی عورت اور بچے پر فوقیت حاصل ہونے کا تصور موجود نہیں ہے۔

والبی ایس نے پدر سری خاندان کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

> A social system, where men enjoy numerous authorities and exercise these authorities over women, children, and property[2]

> ایک سماجی نظام جہاں مرد کئی طرح کے اختیارات سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور ان اختیارات کو خواتین، بچوں اور جائیداد پر استعمال کرتے ہیں۔ والبی کی درج بالا تعریف بھی پدر سری خاندان کی وضاحت کرتی ہے کہ اس نظام میں مرد کے پاس اختیارات ہوتے ہیں۔ اور وہ خاندان کی عورتوں اور بچوں پر اس اختیار کا استعمال کرتا ہے۔ آئزن اسٹائن کے بقول:

> A hierarchical system, where women have been assigned to play the role of mother, domestic laborer, and consumer within the family structure.[3]

> پدر سری نظام وہ نظام ہے جہاں خواتین کو خاندانی ڈھانچے کے اندر ماں، گھریلو مزدور، اور صارف کے کردار ادا کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔

باقی ماہرین کے برعکس اسٹائن نے اس بات پر زور دیا ہے کہ پدر سری نظام ایسا نظام ہے جس میں عورت بطور ماں سب کی خدمت پر معمور ہوتی ہے۔ اس تعریف سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ پدر سری خاندان میں عورت محکوم اور مجبور ہوتی ہے اور باقی سارے مردوں کی خدمت پر معمور ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ تعریف ایک اعتبار سے درست تو ہے، مگر پدر سری خاندان کے وسیع تر مفہوم کو بیان کرنے کے قابل قرار نہیں دی جاسکتی کیونکہ اس میں عورت کا کردار منفی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

کیین اس خاندانی نظام کے بارے میں لکھتا ہے:

1 Classical Theorists In The Social Sciences, Dejo Abdulrahman, Published by: Malthouse Press Limited ,43 Onitana Street, Off Stadium Hotel Road, Off Western Avenue, Lagos Mainland,2021, P:381

2 Walby S (1990) Theorizing patriarchy. Basil Blackwell, Oxford

4 Eisenstein ZR (1979) Capitalist patriarchy and the case for socialist feminism. Monthly Review Press, New York

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

A kind of material base social relations that allow men to control women. The term “material base” refers to the ability of men to control property, income, and women’s labor force.[1]

کین اور دیگر (1979) نے پدر سری کو ایک قسم کے مادی بنیادوں پر مبنی سماجی تعلقات کے طور پر بیان کیا ہے جو مردوں کو خواتین پر قابو پانے کی اجازت دیتے ہیں۔ 'مادی بنیاد' سے مراد مردوں کی جائیداد، آمدنی، اور خواتین کی محنت کی قوت پر قابو پانے کی صلاحیت ہے۔

ایک پاکستانی ماہر سوشیالوجی نے پدر سری خاندان کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

A social system, where men dominate and exploit women in cultural, political, and economic aspects. In a patriarchal society, men have more opportunity and privilege than women. In terms of resources, males have more control, access, and ownership over property than females. Cultural values and beliefs are constructed and guided by the male.[2]

پدر سری ایک ایسا سماجی نظام ہے جس میں مرد ثقافتی، سیاسی، اور معاشی پہلوؤں میں خواتین پر غلبہ رکھتے ہیں اور ان کا استحصال کرتے ہیں۔ پدر سری معاشرے میں مردوں کو خواتین کے مقابلے میں زیادہ مواقع اور مراعات حاصل ہوتی ہیں۔ وسائل کے لحاظ سے، مردوں کو خواتین کے مقابلے میں جائیداد پر زیادہ کنٹرول، رسائی، اور ملکیت حاصل ہوتی ہے۔ ثقافتی اقدار اور عقائد مردوں کے ذریعے تشکیل دیے جاتے ہیں اور ان کی رہنمائی کی جاتی ہے۔

مردوں کی حاکمیت:۔

انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں اسے یوں بیان کیا گیا ہے:

In a patriarchal system, gender roles are distinctly defined, with men expected to provide financial support and protection for the family, while women are typically confined to domestic responsibilities and child-rearing. This division of roles often limits women's access to education and professional opportunities, impacting their social and economic progress.[3]

پدر سری نظام میں صنفی کردار واضح طور پر متعین کیے جاتے ہیں، جہاں مردوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ خاندان کی مالی معاونت اور حفاظت کریں، جبکہ خواتین کو عام طور پر گھریلو ذمہ داریوں اور بچوں کی پرورش تک محدود رکھا جاتا ہے۔ یہ کرداروں کی تقسیم اکثر خواتین کی تعلیم اور پیشہ ورانہ مواقع تک رسائی کو محدود کر دیتی ہے، جس سے ان کی سماجی اور معاشی ترقی متاثر ہوتی ہے۔

درج بالا آراء کا خلاصہ:

پدر سری خاندان ایک ایسا سماجی نظام ہے جہاں اقتدار اور اختیار بنیادی طور پر مردوں کے پاس ہوتا ہے۔ یہ نظام معاشرتی، ثقافتی، اور سیاسی ڈھانچوں میں مردانگی کو ترجیح دیتا ہے اور خواتین کو عموماً تحتی کا کردار دیا جاتا ہے۔ مردوں کو خاندان، برادری اور جائیداد کے معاملات میں مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے، جبکہ خواتین کو ماں، گھریلو مزدور اور صارف کے محدود کرداروں میں مقید کر دیا جاتا ہے۔

---

1 Cain M, Khanam SR, Nahar S (1979) Class, patriarchy, and women’s work in Bangladesh. Popul Dev Rev 5 (3):405–438

2 Ullah S (2018) An analysis of patriarchy, gendered socialization and its impact on the socio-economic status of women in district Dir lower. J Sociol 2(1):62–72

3 Encyclopaedia Britannica. "Patriarchy." Accessed December 2, 2024. https://www.britannica.com/topic/patriarchy.

پدر سری نظام میں مرد وسائل، جائیداد، اور خواتین کی محنت پر کنٹرول رکھتے ہیں اور ان کی ثقافتی اقدار بھی مردوں کی بالادستی کی عکاس ہوتی ہیں۔ یہ نظام خواتین کو سیاسی، معاشی، اور سماجی مواقع اور مراعات سے محروم کر دیتا ہے اور انہیں مردوں کی اطاعت اور انحصار پر مجبور کرتا ہے۔ مختلف ماہرین جیسے والبی، آئزن اسٹائن، کین، اور دیگر نے پدر سری نظام کو مردوں کی برتری اور خواتین کے استحصال کے تناظر میں واضح کیا ہے۔

پدر سری خاندان کے حوالہ سے نفقات پر مختلف ماہرین کی جتنی بھی آراء سامنے آئی ہیں ان کے اندر اعتدال اور توازن کا فقدان پایا جاتا ہے۔ مثلاً پدر سری خاندان میں مرد کو مرکزیت اور فوقیت حاصل ہے جبکہ عورت کے حقوق کی ترجمانی کا تاثر نہیں ملتا۔ اس کے برعکس اسلام نے چاہے مادر سری خاندان ہو یا پدر سری خاندان ہر دو جانب ابتداً تو حقوق و فرائض کی صورت میں خاندانوں کو مربوط کر دیا گیا۔ وراثت اور وصیت میں حدود و قیود کا تعین کرتے ہوئے اس کی پاسداری کے ساتھ ساتھ اس سے متجاوز ہونے سے منع کیا گیا جیسا کہ قرآن واحادیث کی روشنی میں واضح ہے۔

اسلام کا تصور خاندان:

اسلام خاندانی نظام کا ایک وسیع اور جامع تصور پیش کرتا ہے، جہاں خاندان صرف میاں بیوی اور بچوں تک محدود نہیں ہوتا بلکہ اس میں دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ جیسے قریبی رشتہ دار بھی شامل ہوتے ہیں۔ یہ نظام حقوق اور فرائض، خلوص اور محبت، اور ایثار و قربانی جیسے اعلیٰ جذبات کے ذریعے مضبوطی سے جڑا ہوتا ہے۔ اسلام کے نزدیک، خاندان سے تشکیل پانے والے معاشرے کی بنیاد اخلاقیات پر رکھی گئی ہے، جو سماجی ہم آہنگی اور تعلقات کو مستحکم کرتی ہے۔

خاندان کی بنیادی اکائیاں:

خاندان کی بنیادی اکائیوں کے متعلق ڈاکٹر خالد علوی تحریر کرتے ہیں:

خاندان کے اجزاء ترکیبی، مرد و عورت، اولاد، والدین اور دیگر رشتہ دار ہیں۔ ان سے متعلق جو امور زیر بحث آتے ہیں وہ یہ ہیں۔ عورت کی حیثیت، نکاح و طلاق، تربیت اولاد، حقوق والدین، صلہ رحمی اور خاندان کی ہم آہنگی۔[1]

پدر سری معاشرے میں عورت کی حیثیت اور اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام:

خاندان میں عورت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ لیکن خاندانی ارتقاء کے ساتھ ان کے مقام میں بھی فرق پڑتا ہے۔ بعض معاشروں میں اسے سیادت تو حاصل رہی، مگر وہ مرد کی معاونت اور خادمہ کی حیثیت سے معروف رہی۔ پدر سری معاشرے کو اساس قرار دیتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مقابلہ میں اسے ہمیشہ کمزور سمجھا جاتا رہا ہے۔ ہندو، یہودی، عیسائی، ایرانی، یونانی، رومی اور ایام جاہلیت کے عرب معاشروں میں اس کی حالت ناگفتہ بہ رہی ہے۔ اسلامی معاشرے میں اسے بلند مقام دیا گیا اور ذلت وپستی سے نکال کر اسے انسانی معیار تک لایا گیا۔

خاندان کی بنیادی اکائی مرد و عورت:۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا سجی[2]

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی۔

امام ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

يقول تعالى آمرًا خلقه بتقواه، وهي عبادته وحده لا شريك له، ومنبهًا لهم على قدرته التي خلقهم بها من نفس واحدة، وهي آدم عليه السلام {وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا} وهي حواء عليها السلام خلقت من ضلعه الأقصر من خلفه وهو نائم، فاستيقظ فرآها فأعجبته، فأنس إليها وأنست إليه.[3]

---

1 ڈاکٹر خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، ناشر، الفیصل اردو بازار، لاہور، ص:87

2 سورۃ النساء، 01:04

3 تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر، الناشر: دار ابن الجوزي للنشر والتوزيع، السعودية، 1431ھ، ج:03، ص:06

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ ساتھ ہی، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی یاددہانی کراتے ہیں کہ اس نے تمام انسانوں کو ایک نفس یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں "وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا "یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے ان کی زوجہ، حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا۔ وہ حضرت آدم کے پسلی سے، جب وہ سو رہے تھے، تخلیق کی گئیں۔ جب حضرت آدمؑ بیدار ہوئے تو انہوں نے حضرت حواؑ کو دیکھا، ان سے متاثر ہوئے اور ان کے ساتھ انسیت محسوس کی، اور حضرت حواؑ نے بھی حضرت آدمؑ کے ساتھ انسیت محسوس کی۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی قدرت کو ظاہر کرتی ہے اور اس حقیقت کی یاددہانی کراتی ہے کہ انسانوں کی ابتدا ایک ہی اصل سے ہوئی ہے۔

خاندان کی مختلف اکائیوں پر اسلام کا تصور نفقہ:

مرد اور عورت وہ پہلی اکائی ہیں جن سے خاندان معرض وجود میں آتا ہے۔ تعلیمات اسلامی میں ان کے خرچ کے بارے میں بھی ہمیں تعلیمات ملتی ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ میں اس کی ترغیب اور راہنمائی ملتی ہے۔ درج ذیل میں اس پر تفصیل سے تحریر کیا جارہا ہے۔

پدرسری خاندان کی پہلی اکائی: مرد

مرد خاندان کی وہ پہلی اکائی ہے جہاں سے خاندان کا آغاز ہوتا ہے اور خاندان کی بنیاد ہے۔ قرآن کریم اور حدیث رسول ﷺ میں مرد کو سب سے پہلے اپنی ذات کر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَكُلُواْ وَٱشْرَبُواْ وَلَا تُسْرِفُوٓاْۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلْمُسْرِفِينَ[1]

اور کھاؤ اور پیو، اور فضول خرچی مت کرو۔ یاد رکھو کہ اللہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی حلال کردہ چیزوں کو کھانے اور پینے کی اجازت دی ہے کہ انسان ان سے مستفید ہو اور اپنی جسمانی ضروریات کو ان سے پورا کرے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: أَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ، فَقَالَ: لَا فَقَالَ: مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي، فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَجَاءَ بِهَا رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ابْدَأْ بِنَفْسِكَ، فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ، فَلِأَهْلِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ، فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ، فَهَكَذَا، وَهَكَذَا، يَقُولُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ شِمَالِكَ[2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص بنی عذرۃ قبیلے سے ایک غلام کو آزاد کرنے کی نیت سے آزاد کرنا چاہتا تھا، تو یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا آپ کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور مال ہے؟" اس نے کہا: "نہیں۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کون اسے مجھ سے خریدے گا؟" چناں چہ نعیم بن عبداللہ العدوی نے آٹھ سو درہم میں خریدا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رقم لے کر اس شخص کو دے دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : سب سے پہلے اپنے آپ پر خرچ کرو، پھر اپنے اہل وعیال پر، اور پھر اپنے قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرو، اگر کچھ بچ جائے تو اسی طرح آگے بڑھتے جاؤ، دائیں جانب اور بائیں جانب۔"

نفقات میں ترتیب کی اہمیت:

اس حدیث میں نفقات کو ترتیب وار ادا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، اور اس ترتیب کے مطابق سب سے پہلے اپنی ذات پر خرچ کرنا واجب ہے، پھر اہل خانہ اور دیگر ضروریات پر۔

---

1 سورۃ الاعراف، 31:07

2 صحیح مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج، ج:03، ص:78-79

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

اپنی ذات پر خرچ کی اہمیت:

حدیث کے الفاظ "ابدأ بنفسك فتصدق عليها" (اپنی ذات سے شروع کرو اور اس پر صدقہ کرو) واضح کرتے ہیں کہ اپنی ذات پر خرچ کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ ضروری اور افضل بھی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ ٱلدُّنْيَا[1]

اور دنیا میں سے بھی اپنے حصے کو نظرانداز نہ کرو

امام ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

أي: مما أباح الله فيها من المآكل والمشارب والملابس والمساكن والمناكح، فإن لربك عليك حقًّا، ولنفسك عليك حقًّا، ولأهلك عليك حقًّا، ولزورك عليك حقًّا، فآت كل ذي حق حقه[2]

اللہ تعالی نے انسان کے لیے کھانے، پینے، پہننے، رہائش، اور نکاح جیسی تمام حلال چیزوں کو جائز قرار دیا ہے اور ان کے استعمال کی ترغیب دی ہے۔ اسلام انسان کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں توازن قائم کرے اور ہر قسم کے حقوق کو پورا کرے۔

جیسا کہ فرمایا گیا :فإن لربك عليك حقًّا "یعنی تمہارے رب کا تم پر حق ہے کہ اس کی عبادت اور اطاعت کی جائے۔ "ولنفسك عليك حقًّا "تمہاری اپنی ذات کا تم پر حق ہے کہ تم اپنی ضروریات پوری کرو اور اپنے جسم و روح کا خیال رکھو۔ "ولأهلك عليك حقًّا "تمہارے اہل و عیال کا تم پر حق ہے کہ ان کی ضروریات پوری کی جائیں اور ان کی کفالت کی جائے۔ "ولزورك عليك حقًّا "اور تمہارے مہمانوں کا تم پر حق ہے کہ ان کی عزت و تکریم کی جائے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ لہٰذا، جیسا کہ حکم دیا گیا": فآت كل ذي حق حقه "یعنی ہر حق دار کو اس کا حق دو۔

خرچ کرنے میں ترجیحات کا تعین

اسلامی تعلیمات کے مطابق، ہر حق دار کو اس کا حق دینا ضروری ہے، لیکن ترجیحات کی بنیاد پر حقوق کی ادائیگی کا عمل شروع کیا جائے۔ سب سے پہلے حقوق اللہ، پھر اپنی ذات، اہل و عیال، اور آخر میں مہمانوں اور معاشرے کے دیگر افراد کے حقوق کو ادا کیا جائے۔

درج بالا کی تائید اس حدیث رسول ﷺ سے بھی ہوتی ہے:

عن جابر قال ابدأ بنفسك، فتصدق عليها فإن فضل شيء، فلأهلك[3]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلے اپنی ذات سے شروع کرو، اپنی ضروریات پوری کرو، پھر اگر کچھ بچ جائے تو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے انسان کو اپنی ذات پر خرچ کرنے کو اولین ترجیح دینے کی تلقین کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو نظرانداز کرنا درست نہیں؛ بلکہ اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے بعد ہی دوسرے افراد کی ضروریات پر خرچ کرنا چاہیے۔ اگر وسائل محدود ہوں تو اپنی ذات کے بعد اہل و عیال کی کفالت کو اہمیت دی جائے۔

خاندان کی دوسری اکائی:۔ عورت (بیوی)

---

1 سورۃ القصص، 77:28

2 تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر، ج:06، ص:37

3 صحیح مسلم، أبو الحسین مسلم بن الحجاج، الناشر: دار الطباعة العامرة، ترکیا، 1334، ج:03، ص:78

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

اسلامی تعلیمات کے مطابق شوہر پر بیوی کے نفقے کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔ جو خاندانی نظام کی اساس اور استحکام کے لیے ضروری ہے۔ قرآن وسنت میں بیوی کے نفقے کی وضاحت اور اس کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے، تاکہ ازدواجی زندگی میں محبت، انصاف، اور باہمی حقوق کی پاسداری ممکن ہو۔

سورۃ النساء میں فرمان الٰہی ہے:

ٱلرِّجَالُ قَوَّٰمُونَ عَلَى ٱلنِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ ٱللَّهُ بَعۡضَهُمۡ عَلَىٰ بَعۡضٖ وَبِمَآ أَنفَقُواْ مِنۡ أَمۡوَٰلِهِمۡۚ[1]

مرد عورتوں کے نگران ہیں، کیونکہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور کیونکہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

وَعَلَى ٱلۡمَوۡلُودِ لَهُۥ رِزۡقُهُنَّ وَكِسۡوَتُهُنَّ بِٱلۡمَعۡرُوفِۚ[2]

اور جس باپ کا وہ بچہ ہے اس پر واجب ہے کہ وہ معروف طریقے پر ان ماؤں کے کھانے اور لباس کا خرچ اٹھائے۔

امام ابن کثیرؒ اس کی تفسیر یوں فرماتے ہیں:

أي وعلى والد الطفل نفقة الوالدات وكسوتهن بالمعروف، أي بما جرت به عادة أمثالهن في بلدهن من غير إسراف ولا إقتار، بحسب قدرته في يساره، وتوسطه وإقتاره[3]

اور بچے کے والد پر والدہ کی نفقہ اور مناسب لباس فراہم کرنا واجب ہے، یعنی ان کی مقامی عادت کے مطابق، بغیر اسراف یا تنگدستی کے، والد کی مالی استطاعت کے مطابق، چاہے وہ راحت ہو یا مشکل۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِٱلۡمَعۡرُوفِۚ [4]

اور ان کے ساتھ بھلے انداز میں زندگی بسر کرو

امام ابن کثیرؒ ان الفاظ کی تفسیر یوں تحریر کرتے ہیں:

يعني جلّ ثناؤهُ بقوله: {وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ}: وخالِقُوا أيُّها الرجالُ نساءَكم، وصاحبوهنَّ بالمعروف. يعني: بما أمرتُكم به من المصاحبة، وذلك إمساكهنَّ بأداءِ حقوقهنَّ التي فرض الله جل ثناؤُه لهنَّ عليكم إليهنَّ، أو تسريحٌ منكم لهنَّ بإحسانٍ.[5]

اللہ تعالی اپنے فرمان "وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ" کے ذریعے شوہروں کو یہ حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ معروف طریقے سے زندگی گزاریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ اچھے اخلاق، محبت، اور انصاف کے ساتھ پیش آئیں، اور وہ تمام حقوق ادا کریں جو اللہ تعالی نے شوہروں پر بیویوں کے لیے لازم کیے ہیں۔

احادیث رسول ﷺ میں مردوں کو نفقہ ادا کرنے کا ترغیب

عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أفضل دينار ينفقه الرجل دينار ينفقه على عياله، ودينار ينفقه الرجل على دابته في سبيل الله، ودينار ينفقه على أصحابه في سبيل الله قال أبو قلابة: وبدأ بالعيال[6]

1 سورۃ النساء، 34:04
2 سورۃ البقرہ، 233:02
3 تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر، ج:01، ص:479
4 سورۃ النساء، 19:04
5 تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر، ج:06، ص:538
6 صحیح مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج، ج:03، ص:78

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہترین دینار وہ ہے جو آدمی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے، پھر وہ دینار جو وہ اللہ کے راستے میں اپنی سواری پر خرچ کرے، اور پھر وہ دینار جو اپنے ساتھیوں پر اللہ کے راستے میں خرچ کرے۔ پھر ابو قلابہ نے فرمایا: اور اہل وعیال سے خرچ شروع کرنے کو مقدم رکھا۔

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے خرچ کرنے کی فضیلت کو بیان کیا اور اہل وعیال پر خرچ کرنے کو سب سے افضل قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے گھر والوں کی ضروریات کو پورا کرنا نہ صرف ایک ذمہ داری ہے بلکہ اللہ کے نزدیک اس کا اجر بھی بہت زیادہ ہے۔

ایک دوسری حدیث میں اس کی ترغیب یوں ملتی ہے۔

انک تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ، إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا. حَتَّى اللُّقْمَةُ تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ[1]

تم جو بھی خرچ کرتے ہو اللہ کی رضا کے لیے، اس پر تمہیں اجر دیا جائے گا، حتیٰ کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھتے ہو۔

اس حدیث مبارکہ میں ازدواجی زندگی میں شوہر کی ذمہ داریوں اور اخلاص کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ اس سے ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ شوہر اپنی بیوی پر جو بھی خرچ کرے، اگر اس کا مقصد اللہ کی رضا ہو، تو اسے اس کا اجر ملے گا۔ حدیث میں یہ اشارہ بھی ہے کہ اچھے اخلاق کے ساتھ بیوی کی ضروریات پوری کرنا صرف ایک ذمہ داری ہے بلکہ اللہ کے نزدیک ایک نیکی اور عبادت بھی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

عن عائشةَ، قالت: قال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: خيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وأنا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہو، اور میں تم میں سب سے بہتر اپنے اہل کے ساتھ ہوں۔

اس حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ نے ازدواجی زندگی میں شوہر کے رویے کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ نیکی اور اچھائی کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ انسان اپنے اہل خانہ، خاص طور پر اپنی بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ اس میں سب سے بہتر بیوی کے حقوق کا خیال رکھنا۔

درج بالا قرآنی آیات اور احادیث رسول ﷺ سے ہمیں اس بات کی تعلیم ملتی ہے عورتوں پر مال خرچ کرنا مرد کی ذمہ داری ہے نہ صرف وہ مال کو خرچ کریں بلکہ اچھے اور احسن طریقے سے خرچ کریں اور اس کا یہ مال خرچ کرنا عورت کے اوپر احسان نہیں بلکہ اللہ تعالی کی طرف سے عائد کردا ایک فرئضہ ہے اور اس فریضے کی ادائیگی پر اس کو اجر و ثواب بھی عطا کیا جاتا ہے۔ جبکہ پدر سری نظام میں مرد عورتوں پر خرچ کر کے ان پر احسان جتلا رہا ہوتا ہے گویا وہ ان کی کفالت کا خرچ کر کے ان پر احسان عظیم کر رہا ہے۔ جبکہ اسلام کے تصور نفقات میں وہ اللہ تعالی کی طرف سے عائد کردہ فریضے کو ادا کر رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالی سے اجر کی امید رکھے ہوتا ہے نہ کہ عورت پر احسان۔

پدر سری خاندان کی تیسری اکائی اولاد:

اب ہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پدر سری خاندان کی تیسری بنیادی اکائی اولاد جس میں بچے اور بچیاں دونوں شامل ہیں اس پر اسلام کے تصور نفقہ کا جائزہ لیتے ہیں۔

اولاد کا نفقہ

اسلامی تعلیمات کے مطابق، بچوں کی کفالت اور ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا والدین، خاص طور پر والد کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ یہ ذمہ داری بچوں کی زندگی کی بنیادی سہولیات جیسے خوراک، لباس، رہائش، اور تعلیم کا بندوبست کرنے کے لیے عائد کی گئی ہے، تاکہ وہ ایک بہتر اور محفوظ زندگی گزار سکیں۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بچوں کی کفالت کے بارے میں واضح احکام موجود ہیں۔ ان احکام کا مقصد نہ صرف بچوں کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے بلکہ خاندانی استحکام کو یقینی بنانا بھی ہے۔ جب والدین اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہیں اور بچوں کی ضروریات کو محبت اور اخلاص کے ساتھ پورا کرتے ہیں، تو یہ خاندان میں باہمی اعتماد اور محبت کو فروغ دیتا

1 ایضاً، ج:03، ص:1250

2 سنن الترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذي، الناشر: دار الرسالة العالمية، 1430ه، ج:06، ص:401

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

ہے۔اسلام میں خاندانی نظام کو معاشرتی استحکام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے، اور بچوں کی کفالت والدین کے کردار کا ایک لازمی حصہ ہے۔ یہ عمل والدین اور بچوں کے درمیان ایک مضبوط تعلق قائم کرتا ہے، جو نہ صرف ایک خوشحال خاندان بلکہ ایک متوازن اور مہذب معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچوں کی کفالت والدین کے لیے دنیا اور آخرت میں اجر و ثواب کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔

قرآنی تعلیمات میں بچوں کے نفقہ کا حکم

سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

وَعَلَى ٱلْمَوْلُودِ لَهُۥ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ[1]

اور جس باپ کا وہ بچہ ہے اس پر واجب ہے کہ وہ معروف طریقے پر ان ماؤں کے کھانے اور لباس کا خرچ اٹھائے۔

اس آیت سے ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ بچوں کی کفالت اور ان کے تمام اخراجات والد کی ذمہ داری ہیں۔اس میں نہ صرف بچوں کی ضروریات شامل ہیں بلکہ خاص طور پر وہ ضروریات بھی جو ماں کے لیے دودھ پلانے کے دوران پیش آتی ہیں۔ یہ حکم والدین کو اپنے فرائض کی یاد دہانی کراتا ہے اور خاندانی نظام کو مضبوط اور مستحکم بنانے پر زور دیتا ہے۔

سورۃ الطلاق میں اس حکم کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے:

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا۟ عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن كُنَّ أُو۟لَٰتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا۟ عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ[2]

ان عورتوں کو اپنی حیثیت کے مطابق اسی جگہ رہائش مہیا کرو جہاں تم رہتے ہو اور انھیں تنگ کرنے کے لیے انھیں ستاؤ نہیں، اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان کو اس وقت تک نفقہ دیتے رہو جب تک وہ اپنے پیٹ کا بچہ جن لیں۔

اسلامی تعلیمات ہمیں سکھاتی ہیں کہ بچوں کی پرورش اور ان کی ضروریات پوری کرنا والدین کی سب سے اہم ذمہ داریوں میں سے ایک ہے۔ یہ صرف مالی اخراجات کا معاملہ نہیں بلکہ بچوں کو اچھی تربیت، مناسب تعلیم، اور بہتر ماحول فراہم کرنے کا بھی تقاضا کرتا ہے۔جب والدین اپنے بچوں کی ضروریات محبت اور خلوص کے ساتھ پوری کرتے ہیں، تو خاندان میں ایک مثبت اور خوشگوار ماحول پیدا ہوتا ہے۔خاندانی استحکام اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب والدین اپنے بچوں کی جسمانی، ذہنی اور جذباتی ضروریات کا خیال رکھیں۔ والدین کا اپنے بچوں کے لیے وقت نکالنا، ان کی مشکلات کو سمجھنا اور ان کی خوشیوں میں شامل ہونا خاندان کو مضبوط بناتا ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات کا ایک اہم حصہ ہے، جس کا مقصد صرف فرد کی فلاح نہیں بلکہ ایک مثالی معاشرے کی تشکیل ہے۔جب والدین اپنی ذمہ داریوں کو ایمانداری سے نبھاتے ہیں، تو یہ نہ صرف بچوں کی بہتر پرورش کا سبب بنتا ہے بلکہ والدین کو بھی خوشی اور سکون فراہم کرتا ہے۔ بچوں کی دیکھ بھال اور کفالت نہ صرف دنیاوی کامیابی کی کنجی ہے بلکہ آخرت میں والدین کے لیے اجر و ثواب کا وعدہ بھی ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جو ایک مضبوط خاندان اور ایک مستحکم معاشرہ تشکیل دیتا ہے۔

احادیث رسول ﷺ میں بچوں کے نفقہ کی ترغیب

بہت سی احادیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے بچوں کی کفالت کی ترغیب اور فضائل کو بیان کیا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عَنِ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ، وَهْوَ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ[3]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، مرد اپنے گھر والوں کا نگران ہے اور اپنے زیر کفالت افراد کے بارے میں جواب دہ ہے۔

1 سورۃ البقرہ، 233:02

2 سورۃ الطلاق، 65:06

3 صحیح البخاري، أبو عبد الله، محمد بن إسماعيل، ج:02، ص:05

اسلام نے خاندان کے سربراہ یعنی شوہر کو اہل خانہ کا محافظ اور نگران بنایا ہے، جو اپنی بیوی، بچوں، اور زیر کفالت افراد کے بارے میں جواب دہ ہے۔ اس نگرانی میں ان کی ضروریات پوری کرنا، ان کی اخلاقی اور دینی تربیت کرنا، اور ان کے ساتھ انصاف اور حسن سلوک کرنا شامل ہے۔

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: كفى بالمرء إثما أن يضيع من يقوت[1]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: یہ گناہ کے لیے کافی ہے کہ کوئی شخص ان لوگوں کو ضائع کردے جن کی کفالت اس کے ذمے ہے۔

یہ حدیث اسلام میں خاندانی ذمہ داریوں کی اہمیت کی وضاحت کرتی ہے۔ شوہر، باپ، یا گھر کے سربراہ کو اپنے اہل خانہ، خاص طور پر ان افراد کی کفالت کا پابند بنایا گیا ہے جن کی ضروریات پوری کرنا شرعی طور پر اس کی ذمہ داری ہے۔ اگر وہ ان کی بنیادی ضروریات جیسے خوراک، لباس، رہائش اور تعلیم فراہم کرنے میں کوتاہی کرتا ہے، تو یہ ایک بڑا گناہ شمار ہوگا۔

بچیوں کی کفالت پر جنت کی بشارت

بیٹیوں کی کفالت، پرورش، اور ان کی ضروریات پوری کرنا اسلام میں نہایت عظیم عمل ہے۔ والدین کے لیے یہ عمل دنیا و آخرت میں کامیابی اور جنت میں اعلیٰ درجات کا سبب بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. قَالَ:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "من عال جاريتين حتى تبلغا، جاء يوم القيامة أنا وهو[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو بچیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں، وہ قیامت کے دن اس طرح میرے ساتھ ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں۔

پدرسری خاندان کی چوتھی اکائی رشتے دار:

اس میں قریبی رشتہ دار مثلاً، بہن، بھائی، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ وغیرہ شامل ہیں۔ قریبی رشتہ داروں کی کفالت اس وقت فرض ہو جاتی ہے جب وہ نادار ہوں اور ان کی مالی مدد کرنے کی استطاعت ہو۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَءَاتِ ذَا ٱلْقُرْبَىٰ حَقَّهُۥ[3]

اور رشتہ دار کو اس کا حق دو

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

(لما ذكر تعالى برَّ الوالدين، عطف بذكر الإحسان إلى القرابة وصلة الأرحام، وفي الحديث أمك وأباك ثم أدناك أدناك[4] وفي رواية ثم الأقرب فالأقرب[5])[6]

---

1 مسند الإمام أحمد بن حنبل، الإمام أحمد بن حنبل، الناشر: مؤسسة الرسالة، 1421ھ، ج:11، ص:36

2 صحيح مسلم، أبو الحسين مسلم بن الحجاج، ج:04، ص:2027

3 سورۃ الاسراء، 26:17

4 مسند أبي داود، أبو داود الطيالسي سليمان بن داود، الناشر: دار هجر، مصر، 1419، ج:02، ص:585

5 مسند الإمام أحمد بن حنبل، الإمام أحمد بن حنبل، ج:33، ص:230

6 تفسير القرآن العظيم، ابن كثير، ج:05، ص:67

JAHAN E TAHQEEQ جہانِ تحقیق
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.2 2023

جب اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر فرمایا تو اس کے بعد قریبی رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کرنے اور صلہ رحمی کا حکم دیا۔ حدیث میں آیا ہے" : تمہاری والدہ، تمہارے والد، پھر قریبی رشتہ دار، اور مزید قریبی رشتہ دار "اور ایک دوسری روایت میں ہے" : پھر سب سے قریبی، پھر اس کے بعد سب سے قریبی"۔

شمس الدین احمد بن سلیمان اپنی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر یوں تحریر کرتے ہیں:

لَمَّا أمرَ ببرِّ الوالدين أمرَ بصلة القرابة.والحقُّ هنا: ما يتعيَّن له من صلة الرَّحم، وسدِّ الخلَّة، والمواساة عند الحاجة بالمال والمعونة بكلِّ وجهٍ.[1]

جب اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا، تو ساتھ ہی قریبی رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات جوڑنے کا بھی حکم دیا۔

یہاں "حق" سے مراد وہ حقوق ہیں جو رشتہ داروں کے لیے لازم ہیں، جیسے صلہ رحمی کرنا، ضرورت کے وقت ان کی کمی پوری کرنا، اور مالی یا دیگر طریقوں سے ان کی مدد و نصرت کرنا۔

احادیث رسول ﷺ میں قرابت داروں کا حق ادا کرنے کی ترغیب

رسول اللہ ﷺ نے قرابت داروں پر مال خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اور قرابت داروں میں بہن بھائی، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ، اور دیگر قریبی رشتہ دار شامل ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: «إِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ وَعَلَى ذِي الرَّحِمِ اثْنَتَانِ: صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ[2]

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسکین پر صدقہ صرف صدقہ ہے، لیکن قریبی رشتہ دار پر صدقہ دوہرا اجر رکھتا ہے: ایک صدقہ اور دوسرا صلہ رحمی۔

ایک اور حدیث میں یوں فرمایا:

عَنْ عبد الله بن عمر: إني سمعت رسول الله -صلي الله عليه وسلم - يقول: ابدأ بمن تَعُول[3]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا": اپنے زیر کفالت افراد سے خرچ کرنا شروع کرو۔"

اسلامی تعلیمات میں قریبی رشتہ داروں اور زیر کفالت افراد پر خرچ کرنا ایک عظیم نیکی اور شرعی فریضہ ہے۔ ان احادیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ معاشرتی بھلائی اور صدقہ و خیرات کا آغاز اپنے گھر اور خاندان سے ہونا چاہیے۔ اسلام میں خرچ کرنے کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ پہلے اپنے اہل خانہ، والدین، بیوی، بچوں، اور قریبی رشتہ داروں کی ضروریات پوری کی جائیں، پھر معاشرے کے دیگر مستحقین کی مدد کی جائے۔ قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرنا دوگنا اجر رکھتا ہے کیونکہ یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔ اس عمل سے خاندانی رشتے مضبوط ہوتے ہیں اور آپسی محبت اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ان تعلیمات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اسلام صرف مالی عبادات کی ترغیب نہیں دیتا بلکہ معاشی انصاف اور سماجی فلاح کو فروغ دیتا ہے، تاکہ مستحکم خاندان اور خوشحال معاشرہ وجود میں آسکے۔

---

1 تفسیر ابن کمال باشا، شمس الدین أحمد بن سلیمان، الناشر: مكتبة الإرشاد، إسطنبول، ترکیا، 1439، ج:06، ص:148

2 سنن النسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي، الناشر: دار الرسالة العالمية،، 1439، ج:05، ص:130

3 مسند الإمام أحمد بن حنبل، الإمام أحمد بن حنبل، ج:05، ص:554